ای کامرس کے عقد کی فقہی تطبیقات: ایک تحقیقی مطالعہ

Jurisprudential Implications of E-Commerce Contracts: A Research Analysis

Dr. Hafiz Muhammad Asif Javeed
Research Fellow at BAHISEEN Institute
for Research & Digital Transformation, Islamabad
Email: hafizmuhammadasifjaveed@gmail.com

Abstract
E-commerce is spreading worldwide, this study explores the application of Shariah principles in e-commerce transactions, focusing on their alignment with Islamic legal and ethical standards. E-commerce has rapidly transformed global trade, raising questions about its compliance with Shariah, particularly concerning transparency, fairness, and the avoidance of prohibited elements like Riba (interest), Gharar (uncertainty), and haram (prohibited) goods and services. The research examines key aspects such as contract formation (‘Akd), product descriptions, payment methods, and dispute resolution mechanisms in the digital marketplace. It highlights how e-commerce platforms can integrate Islamic values by implementing measures like clear terms and conditions, halal certification, and ethical advertising. The findings suggest that adherence to Shariah principles not only ensures compliance with Islamic jurisprudence but also fosters trust and ethical conduct in digital transactions, benefiting both Muslim and non-Muslim consumers. This study provides practical recommendations for businesses aiming to operate within a Shariah-compliant framework in the rapidly evolving e-commerce industry.
This article concludes the above-mentioned area with support mainly from the Holy Book (The Quran) and the practices of Prophet Muhammad (peace be upon him) and from the Fiqh books and resolutions of different Fiqh Academies.
Keywords: Sharīʿah, Islamic jurisprudence, Shariah compliance, ‘Aqd (contract formation) Gharar (uncertainty), Ethical advertising, Islamic legal standards, Islamic ethics in trade, Fiqh principles in commerce

ای کامرس عقد و بیع اور تجارت کا ایک پلیٹ فارم ہے جس میں ویب سائیٹس، ڈیجیٹل اور گیجٹس وغیرہ کے ذریعے خرید و فروخت کی جاتی ہے اور خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور یہ کام اس قدر بڑھتا جا رہا ہے یوں لگ رہا ہے کہ دنیا ساری آن لائن منتقل ہو جائے گی چنانچہ یہ ضرورت محتاج بیان نہیں ہے کہ اس کے شرعی فقہی عوامل، معیارات، اقدار، شرائط وضوابط پر بحث کی جائے اور اس معاملے کو شتر بے مہار کی طرح نہ چھوڑ دیا جائے اور اس سلسلے میں اسلامی اصول وضوابط

کس طرح کے حالات میں کون کون سے لاگو ہوتے ہیں ان پر بحث کی جائے۔ یہ آرٹیکل اس سلسلے کی ایک کڑی ہے لیکن ای کامرس کے عقد کا جائزہ لینے سے قبل عقد کا اسلامی تصور جاننا ضروری ہے بعدازاں شرعی معیارات پر ای کامرس کو جانچنے یا تقابلی جائزہ پیش کرنے اور شرعی احکام کی تحقیق میں سہولت و آسانی رہے گی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ای کامرس کی تمام اقسام وانواع میں اہم بنیادی چیز عقد ہے جس کی بنیاد پر سارے معاملات طے پاتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے عقد کی حقیقت وماہیت ارکان وشروط اور انواع واقسام کی تحقیق ازحد ضروری ہے۔

عقد کے لغوی معنی:

معاجم لغویہ میں غور وفکر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ "کلمۂ عقد" الفاظ مشترکہ میں سے ہے اور وہ چار معانی پر دلالت کرتا ہے۔[1]

ا۔ ربط پیدا کرنا اور باندھنا اور یہ "حل" کی نقیض ہے جس کا معنی کھولنا ہے جیسا کہ محاورہ ہے "عقدت الحبل" میں نے رسی کو گانٹھ دی، یعنی رسی کے طرفین کو جوڑا اور مضبوطی سے باندھا۔[2]

۲۔ عقد کا دوسرا معنی عہد کرنا معاہدہ کرنا اسی لئے عقدت لہ بمعنی عاهدته میں نے اس سے معاہدہ کیا اور اس کی تائید قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے بھی ہوتی ہے: یاایھاالذین امنوااوفوابالعقود[3] "اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو۔"[4]

۳۔ عقد کا ایک معنی توثیق وتوکید کے بھی آتے ہیں اسی وجہ سے اگر عقد العھد والیمین کہا جائے اس کا مطلب معاہدہ اور قسم کو پختہ کرنا ہے۔[5]

قرآن مجید کی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ[6]

"لیکن وہ تمہاری پختہ کردہ قسموں کے بارے میں مواخذہ کرے گا۔"

۴۔ عقد کا ایک معنی عزم کے ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔

"لامرن براحلتی ثم لااحل لها عقدة حتی اقدم المدینة[7]

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں عقدۃ کا لفظ عزم کے معنی میں آیا ہے۔

مفسرین کے مطابق عقد کے دو استعمال ہیں البتہ اس کا معنی ربط وجوڑ ہی ہے۔

ا۔ حسی استعمال میں دو چیزوں کو جوڑنا شامل ہے جیسے رسی کو جوڑنا۔

۲۔ معنوی استعمال؛ جیسے ایجاب وقبول کے مابین ربط بیع کرنا اور دو کلاموں میں ربط پید کرنا اور ہماری بحث سے متعلقہ بھی معنوی استعمال ہی ہے۔[8]

عقد کے اصطلاحی معنی کی تحقیق:

فقہاکرام نے عقد کے دو اصطلاحی معانی کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ عمومی معنی

۲۔ خصوصی معنی

۱۔ عقد کے عمومی معنی:

عقد کا اپنا عمومی معنی میں ہر ایسے تصرف پر اطلاق ہے جو التزام کا فائدہ دے چاہے وہ دو ارادوں کے ملانے سے وجود میں آئے تجارت و نکاح یا صرف ایک ارادہ سے قائم ہو جائے جیسے نذر اور طلاق وغیرہ، کیونکہ ان کو بھی عقد سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔[9]

چنانچہ امام ابو بکر جصاصؒ نے عقد کی یوں تعریف کی ہے: عقد وہ ہے جس کو کرنے کا عاقد عزم کر لے کہ وہ اس کام کو کرے گا یا کسی دوسرے کو کسی کام کا التزامی طور پر پابند کرے۔[10]

۲۔ عقد کے خصوصی معنی:

جب فقہاکرام عقد کا اطلاق خصوصی معنی پر کرتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہے: طرفین کے دو ارادوں یا دو کلاموں کے مابین التزامی ارتباط قائم کرنا اور اس سے مراد متعاقدین سے صادر ہونے والے ایجاب و قبول کے الفاظ مراد ہیں۔[11]

البتہ ظاہر عبارت کے لحاظ سے فقہاکرام نے متعدد تعریفات کا ذکر کیا ہے، چنانچہ حنفیہ نے کچھ یوں تعریف کی ہے: ایجاب و قبول کے مابین شرعا اس طرح ارتباط قائم کرنا کہ اس اثر اپنے محل میں ثابت ہو جائے۔[12] اور مالکیہ کے نزدیک عقد کی اصطلاحی تعریف مندرجہ ذیل ہے؛

ایجاب و قبول میں ربط پیدا کرنا عقد کہلاتا ہے۔[13] مذکورہ بالا تعریف میں طرفین کے ارادوں کی موافقت کو عقد کا نام دیا گیا لیکن اس تعریف میں صحیح و باطل عقد دونوں داخل ہو جاتے ہیں، نیز اس میں حقِ ملکیت کے انتقال کی وضاحت بھی نہیں ہے، جبکہ شوافع اور حنابلہ میں یوں رقمطراز ہیں: ایجاب و قبول کے مابین قابل اعتبار شرعی پر ارتباط قائم کرنے کو عقد کہتے ہیں۔[14]

لیکن اس تعریف میں حق ملکیت کے انتقال کی وضاحت نہیں البتہ شرائط شرعیہ کے موجودہ ہونے کی قید احترازی لگائی گئی ہے جبکہ مجلہ احکام عدلیہ میں عقد کی تعریف یوں کی گئی ہے: متعاقدین کا کسی معاملہ پر معاہدہ کرنا اور اپنی ذمہ داری اٹھانا اور یہی ایجاب و قبول کے ارتباط کا مفہوم ہے۔[15]

عقد کے ارکان و شرائط:

۱۔ صیغہ؛ ایجاب و قبول

۲۔ عاقدین؛ معاہدہ و بیع کرنا والا (یعنی بائع) اور خریدنے والا مشتری

۳۔ معقود علیہ؛ محل، مبیع (جو چیز بیچی جارہی ہے) مبیع کا وجود، ثمن، قیمت یا عوض میں مال بھی ہو سکتا ہے، فقہأ مالکیہ ،شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کسی بھی عقد کے صحیح ہونے کیلئے صیغہ (ایجاب و قبول) عاقدین (بائع اور مشتری) معقود علیہ (مبیع اور ثمن) تینوں کا پایا جاضروری ہے۔[16] اور کوئی بھی عقد ان کے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا جبکہ حنفیہ کے مطابق فقط ایجاب و قبول عقد کے رکن ہیں البتہ عاقدین اور معقود علیہ ایجاب و قبول کے لوازم و شرائط میں سے ہیں۔[17]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صرف ایجاب و قبول کو ارکان شمار کریں اور معقود علیہ اور عاقدین کو لوازم و شرائط میں رکھا جائے یا پھر تمام ارکان شمار کیا جائے، بہر حال عقد میں سب کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ عقد میں کوئی مفسد یا خرابی لازم آسکتی ہے جو بیع کو باطل یا فاسد کر دے گی۔

صیغہ (ایجاب و قبول)

صیغہ دراصل ایجاب و قبول کا مجموعہ ہے۔[18]

ایجاب وجب سے مشتق ہے جو ثابت اور لازم ہونے کے معنی میں آتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے "وجب الحق" یعنی حق لازم اور ثابت ہو گیا۔[19]

ایجاب کا شرعی مفہوم:

جمہور فقہأ کرام کے مطابق ایسا کلام جس سے تملیک ثابت ہو ایجاب کہلاتے ہیں۔[20]

فقہأ احناف کے نزدیک ایجاب کا طلاق اس کلام پر ہوتا ہے جو عاقدین یا ان کے قائم مقام میں سے کسی ایک طرف سے پہلے صادر ہو جو خواہ بائع ہو یا مشتری۔[21]

قبول کے لغوی معنی:

تصدیق کے ہیں اور اسی لئے کہا جاتا ہے قبلت القول میں نے اس کے قول کو قبول کیا یعنی تصدیق۔[22]

قبول کے شرعی معنی:

جمہور فقہأ کرام نے قبول کی تعریف کچھ یوں کی ہے کہ یہ وہ کلام ہے جس کسی ملکیت کے ثبوت پر دلالت کرے۔[23]

جبکہ حنفیہ کے مطابق متعاقدین میں سے جس کا کلام پہلے کے بعد صادر ہو وہ قبول ہے۔[24]

ایجاب و قبول کی شرائط اور ان کی تفصیل:

عقد در حقیقت ایک ہی مجلس میں دو ارادوں کے مابین موافقت و مطابق کا نام ہے اور یہ رضامندی اور اختیار پر دلالت کرتا ہے جو کہ عقد کی اصل بنیاد ہے۔ بلاشبہ رضا ایک امر مخفی ہے جس پر اطلاع پانا ممکن نہیں ہے اس لئے شارع نے ایسے قرینے کا وجود ضروری قرار دیا جو کہ رضا پر دلالت کرے اور ہر وہ قول و فعل چاہے لفظی ہو یا بذریعہ کتابت ہو یا پھر اشارے کے ذریعے ہو اور ظاہری ارادہ دراصل باطنی ارادہ کا مظہر ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ایجاب و قبول کی شرائط سے واقفیت ہو۔

صیغہ ایجاب و قبول عقد کا مقتضی و مقصود کا ترجمان ہو:

ا۔ ایجاب و قبول کے الفاظ ایسے ہوں کہ اس سے عاقدین کی مراد واضح ہو جائے اور وہ معنی و مقصود کی پوری طرح دلالت کرتے ہوں خواہ علم براہ راست سماع کے ذریعے ہو یا کسی الیکٹرانک آلہ کے ذریعے ہو یا خط کے ذریعے ہو کیونکہ شریعت میں اصل عقود میں معنی و مراد کو دخل ہوتا ہے نا کہ الفاظ کا اسی قاعدے کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام نے صیغہ ایجاب و قبول کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں لگائی ہیں مثلا ا ایجاب و قبول کے الفافظ ایسے ہوں کہ جس سے بائع اور مشتری کے درمیان قبضہ لینا اور دینا ہو اور بیع کا انعقاد ایجاب و قبول سے ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ ماضی میں ہوں۔ مثلا ایک کہے میں نے فروخت کیا اور دوسرا کہے میں نے خرید، یعنی ایجاب و قبول ماضی کے صیغے میں ہوں اور ایجاب و قبول کے الفاظ و کلمات بائع و مشتری نے سنے ہوں اگر وہ بہرا ہو تو بیع درست نہیں تاہم بہرے گونگے کا اشارہ قبولیت کیلئے کافی ہو گا۔[25]

ایجاب و قبول میں موافقت:

ایجاب و قبول میں موافقت ہو، اگر اختلاف ہوا تو عقد منعقد نہیں ہو گا کیونکہ عقد دونوں کے ارادوں کے مابین موافقت و مطابقت سے وجود میں آتا ہے مثلا اگر بائع نے ایجاب میں ایک ہزار طلب کیا اور مشتری نے ایک سو میں قبول کیا تو موافقت و مطابقت نہ رہی۔[26]

صیغہ ایجاب و قبول مقتضی عقد کے خلاف نہ ہونا:

صیغہ ایجاب و قبول کسی ایسی شرط کے ساتھ معلق نہ ہو جو مقتضی عقد کے خلاف ہو مثلا میں آپ کو یہ چیز اس شرط پر بیچتا ہوں کہ آپ اس کو آگے نہیں بیچ سکتے۔[27]

ایجاب و قبول کا باہمی اتصال ہونا:

اس کی دو شقیں ہیں۔

1۔ ایجاب و قبول کے مابین طویل وقفہ، سکوت یا خلل نہ واقع ہوا ہو

2۔ مجلس عقد واحد ہو

پہلی شق:

صیغہ ایجاب وقبول کا باہمی متصل ہونا بھی ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کے مابین طویل وقفہ، سکوت یا خلل نہ آیا ہو کیونکہ اجنبی کلام اور طویل سکوت بھی قبول سے اعراض پر دلالت کرتا ہے چنانچہ مشتری بات کسی دوسرے سامان کی طرف لے جانا بھی ایجاب سے اعراض ہی سمجھا جاتا ہے اسی علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو اعراض پر دلالت کرے وہ ایجاب کو باطل کر دیتی ہے۔[28]

دوسری شق

ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو اگر ایجاب ایک مجلس میں ہوا اور قبول دوسری مجلس میں واقع ہو تو عقد منعقد نہیں ہو گا البتہ ای کامرس میں مجلس عقد کے اتحاد سے کیا مراد ہے اس پر تفصیلی تحقیق آئندہ صفحات میں آئے گی۔[29]

بیع کا دوسرا رکن عاقدین (بائع ومشتری)

عقد کو وجود میں لانے کے اصل ذمہ دار عاقدین ہیں، کبھی وہ دونوں بذاتِ خود کسی چیز کو خرید وفروخت کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں کبھی دونوں اپنے وکیل یا وصی (وصیت کرنے والے) مقرر کرتے ہیں اور کبھی ایک بذات خود عقد میں شریک ہوتا ہے۔[30] بہر حال ان سب صورتوں میں عقد کے درست طریقے سے سرانجام دہی کیلئے مندرجہ ذیل شرائط پایا جانا ضروری ہے۔

1۔ بائع اور مشتری کا صاحب معاملہ یعنی عاقل بالغ ہونا ضروری ہے۔

2۔ عاقدین میں میں کوئی ایک مجنون یا دیوانہ نہ ہو اگر عاقدین میں سے کوئی ایک مجنون، دیوانہ یا پاگل ہو تو عاقدین کا معادہ درست نہ ہو گا۔

3۔ نفع ونقصان میں تمیز نہ کرنے والے چھوٹے بچے کا عقد بھی نہیں ہو سکتا۔[31]

غیر ممیز صبی کی تعریف:

غیر ممیز صبی وہ بچہ ہے جو مخاطب کے کلام کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور مناسب جواب بھی نہ دے سکے اور نہ ہی عقل مند لوگوں جیسی گفتگو کر سکے اور فقہاء کرام اس امر پر متفق ہیں کہ غیر ممیز صبی کے تصرفات باطل ہیں اور اس کا کلام لغو اور غیر معتبر ہے خواہ اس کے تصرفات نفع مند ہوں یا نقصان دہ یا ان دونوں کے بین بین ہوں۔[32]

نفع ونقصان میں تمیز کرنے والے بچوں کے نفع مند تصرفات میں عقد درست ہو گا جیسے ہبہ وصیت، اور وقف کو قبول کرنا اور اس میں ولی کی اجازت بھی ضرورت نہیں اور نقصان دہ تصرفات میں ولی کی اجازت مل بھی جائے تب بھی تصرف قابل قبول نہیں، جیسا کہ کسی دوسرے کو چیز ہبہ کر دی یا کسی کے قرض کا کفیل بن گیا۔[33]

ممیز صبی کی تعریف اور اس کے احکام:

ممیز صبی وہ ہے کہ جب عقل مند لوگ کوئی مقصد کی بات کریں تو وہ اس کو سمجھیں اور مناسب جواب دے سکیں البتہ اس کی کوئی خاص عمر متعین نہیں کی جاسکتی بلکہ یہ انسان کی فہم وبصیرت پر منحصر ہے۔[34] جب کہ حنفیہ نے کچھ یوں تعریف کی ہے کہ اس کو خرید وفروخت میں نفع ونقصان کا ادراک ہو جائے اور وہ غبن یسیر اور غبن فاحش میں فرق جاننے کی صلاحیت کا حامل ہو۔[35]

ممیز صبی کے وہ تصرفات جو محض نفع پر مشتمل ہیں مثلا صدقہ، ہبہ اور وصیت وغیرہ ان کا صدور بالکل درست ہے اور اس پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔[36]

5۔ ممیز بچہ اپنے ولی کی اجازت سے ایسے عقد کر سکتا ہے جن مین نفع نقصان بین بین ہے لیکن اس میں نفع مند ہونے کی شرط ضروری ہے چنانچہ فقہاکرام حنفیہ، مالکیہ، اور حنابلہ کے نزدیک بدون نفع کے عقد درست نہ ہو گا۔[37]

جبکہ شوافع کے نزدیک بلوغت اور معاملات کی سمجھ بوجھ ضروری ہے اور ولی کی اجازت کے باوجود بھی ممیز صبی تصرف نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عقد میں رشد کی شرط لگاتے ہیں تاکہ عقد صحیح اور معتبر ہو جائے۔[38]

الیکٹرانک عقد میں ممیز صبی کے تصرفات کی حدود:

الیکٹرانک عقد میں جمہور فقہاء کرام کی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ ممیز صبی ولی کی اجازت سے نفع اور نقصان کے بین بین معاملات میں تصرف کر سکتا ہے کیونکہ یہ تصرف ولی کی اجازت پر موقوف ہو گا اگر ولی مصلحت دیکھے تو عقد نافذ کر دے ورنہ عقد فسخ کر دے اس ممیز صبی کے خرید وفروخت اور حسن تصرف کا امتحان ہو جائے گا البتہ ای کامرس کا معاملہ ذرا مختلف ہے کیونکہ اس میں اکثر معاملات الیکٹرانک آلات کے ذریعے سرانجام دیے جاتے ہیں اور کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ اور اسمارٹ کارڈ کا استعمال عام ہے اور ای کامرس کے معاملات طے پانے میں چند لمحات ہی لگتے ہیں اور دوسرا عاقد اس بات کی بالکل رعایت نہیں کرتا کہ ولی نے اجازت دی یا نہیں اس لیے ممیز صبی کو ولی کی اجازت کے باوجود تصرف کی اجازت نہیں ہونی چاہیے یا سارے معاملات ولی کی نگرانی میں ہونے چاہئیں اور اسلامی حکومتوں کو اس پر قانون سازی کرنی چاہیے۔

۲۔ عاقد کو تصرف حاصل ہونا چاہے اصل کی حیثیت سے ہو یا پھر نائب کی حیثیت سے قابل فسخ عقود میں۔[39]

۳۔ عاقدین کی رضامندی اور اختیار کا پایا جانا بھی ضروری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔[40]

"اے ایمان والو! اپنے اموال کو باطل طریقے سے مت کھاؤ مگر ہاں باہمی رضامندی سے تجارت کرنے کا حق حاصل ہے۔

اور حدیث نبوی ﷺ ہے:

انماالبیع عن تراض[41]

"بلاشبہ خرید وفروخت باہمی رضامندی سے ہے۔"

جب عقد بیع میں رضامندی شرط ہے تو باقی عقود معاوضہ کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔[42]

البتہ ناقابل فسخ عقود میں حنفیہ نے رضامندی کی شرط کا اعتبار نہیں کیا چنانچہ حنفیہ کے نزدیک نکاح وطلاق جبراً بھی منعقد ہو جاتے ہیں۔[43]

جبکہ جمہور فقہا کرام نے قابل فسخ اور ناقابل فسخ عقود میں کوئی فرق روا نہیں رکھا، دونوں میں رضامندی شرطِ لازم ہے۔[44]

عقد مجہول اور ای کامرس

گزشتہ بحث وتحقیق سے یہ امر ثابت ہوا کہ عقد کے صحیح ہونے کے لیے عاقدین کی اہلیت ایک ضروری شرط ہے اور عاقدین میں سے کسی ایک کی جہالت مذکورہ شرط کے اثبات کے لیے مانع ہے لہذا یہ امر بھی ضروری ہے کہ عقدین کی تعیین ہو اور ان کی اہلیت کا معلوم کرنا ممکن ہو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر عاقدین میں کسی ایک نے دوسرے کو نہیں دیکھا اور عقد کر لیا تو عقد باطل ہو جائے گا تو ایسی صورت میں اندھے کے تصرفات باطل ہو جانے چاہیں کیونکہ وہ دوسرے عاقد کو دیکھنے پر قادر نہیں ہے اور کتابت کے ذریعے خرید وفروخت باطل ہو جانی چاہیے کیونکہ عاقد ثانی کی رویت نہیں پائی گئی اور اس سے یہ بھی مراد نہیں کہ عاقد ثانی کا نام ونسب وغیرہ کی معرفت ضروری ہے ایسی صورت میں " بیع المعاطاۃ "ناجائز قرار دینی چاہیے چنانچہ اس سے مراد یہ ہے کہ عاقدین میں سے کسی ایک کی اہلیت کی جہالت عقد کرتے وقت پائی جائے تو ایسا عقد عقد مجہول کہلاتا ہے بالخصوص وہ عقود جن میں انشائے عقد کے وقت جانبین کی تعیین ضروری ہے جیسا کہ بیع، اجارۃ، سلم، صرف وغیرہ میں جانبین میں سے سے کسی ایک کی جہالت عقد کو باطل کر دیتی ہیں کیونکہ عاقدین کی اہلیت کا تحقق مشکوک ہو جاتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی ایک جہالت معقود علیہ پر ملکیت قائم کرنے کے لیے مانع کا درجہ رکھتی ہے البتہ وہ عقود جن میں انشائے عقد کے وقت جانبین کی تعیین ضروری نہیں جیسا کہ عقد جعالہ، عقد ضمان میں مضمون لہ اور عنہ کی جہالت اور موقوف لہ کی جہالت وغیرہ عقود ہیں کہ ان میں جہالت عقد کی صحت میں کوئی مانع کی حیثیت نہیں رکھتی چنانچہ اس امر کا ای کامرس میں بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایسے عقود جن جہالت عقد کے لیے مضر ہے ان میں جانبین کا تعین کر لیا جائے۔[45]

ای کامرس میں عاقدین کی اہلیت کا تحقق:

ای کامرس میں عاقدین کی اہلیت کی جانچ پڑتال ایک مشکل امر ہے کیونکہ جانبین مادی طور پر موجود نہیں ہوتے چنانچہ اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہے کہ دوسرا عاقد اہل ہے یا نہیں؟

اس مشکل کے حل دو طریقے سے ممکن ہے۔

1۔بائع اور مشتری ایک دوسرے اہلیت کا جاننے کے لیے سارے امور طے کر لیں۔

2۔بنک یا کارڈ جاری کرنے والے دوسرے ادارے ایسے شخص کو کارڈ جاری کریں جو عقد کی اہلیت رکھتا ہو۔

3۔ایسی ویب سائیٹ بنائی جائے جو فزیکلی طور پر چیک کر کے اکاونٹ بنانے کی اجازت دے اور عاقدین ایک دوسرے کی اہلیت اس کمپنی یا ویب سائیٹ سے معلوم کر لیں۔

حوالہ جات

[1] :لفظ مشترک وہ لفظ جو دو یا دو سے زائد معانی پر دلالت کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

الاسنوی، جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن، نهاية السول، مکتبہ عالم الکتب، بیروت، سن ندارد، صفحہ:2/59

الشوكانی، محمد بن علی بن محمد ،ارشادالفحول،مكتبه دار الكتب العلميه ،بيروت،سن ندارد، صفحه:27

[2] :الفيروزآبادی، محمد بن يعقوب ،القاموس المحيط،طبع اول،مكتبه دار الفكر ،بيروت ،سن 2003عيسوی، ماده عقد، صفحه:327/1

[3] :سورة المائدة:١

[4] :الاصفہانی، حسين بن فضل الراغب الاصفہانی ،مفردات الفاظ القرآن،طبع اول ، مكتبه دار العلم ،بيروت، سن 1992عيسوی، صفحه:576

الازهری، محمد بن احمد الازهری،تهذيب اللغة، مكتبه دار القومية العربية، سن طبع 1964عيسوی، ماده عقد، صفحه:196/1

[5] :ابن منظور،لسان العرب، مادة، عقد، صفحه:309/11

النسفی، عمر بن محمد النسفی ، طلبة الطلبة، مكتبه دار الكتب العلميه ،بيروت، سن 1997عيسوی، صفحه:123

[6] :سورة المائد:٨٩

[7] :مسلم، صحيح مسلم، كتاب الحج/باب التغيب فی سكنی المدينةوالصبر علی لاوائها، حديث نمبر:1374

[8] :ابن الاثير الجزری، مبارک بن محمد الجزری،النهايةفی غريب الحديث، مكتبه دار احياء الكتب العربيه، صفحه:270/3

[9] :ابن العربی،محمد بن عبد اللہ بن العربی،احکام القرآن للقرطبی،طبع دار الجیل،سن 1987 عیسوی،صفحہ:66/2

القرطبی،الجامع لاحکام القرآن،صفحہ25/6

طبری،محمد بن جریر الطبری،جامع البیان،مکتبہ دار المعرفۃ،سن 1989عیسوی،صفحہ:32/3

ابوزہرہ،محمد عبد الرحمن ،الملکیۃ ونظریۃ العقد،مکتبہ دار الفکر ،بیروت ،سن 1996عیسوی،صفحہ:199

الخفیف،علی الخفیف،احکام المعاملات الشرعیۃ،مکتبہ السنۃ المحمدیۃ،طبع چہارم،سن 1952عیسوی،صفحہ:68

[10] :الجصاص،احمد بن علی الجصاص ،ابو بکر،احکام القرآن للجصاص،بتحقیق محمد الصادی قمحاوی، مکتبہ دار احیاء التراث العربی،بیروت،سن 1405 ھجری،صفحہ:294/2

[11] :ابن عابدین،محمد امین بن عمر بن عبد العزیزالمعروف بابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، مکتبہ التجاریۃ، مصطفی احمد الباز، مکہ المکرمہ ، صفحہ:9/3

الدردیر،احمد الدردیر،الشرح الصغیر،مکتبہ در الفکر ،بیروت،صفحہ:2/1

السیوطی، زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم،الاشباہ النظائر،مکتبہ دار الکتب العلمیہ،بیروت،سن 1985عیسوی،صفحہ:31

ابوزہرہ،الملکیۃونظریۃ العقد،صفحہ:173

الموسوعۃ الفقہیۃالکویتیہ،صفحہ:198/30

[12] :ابن نجیم،زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم،البحرالرائق علی شرح کنز الدقائق،مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت،صفحہ:87/3

رستم،سلیم رستم باز،شرح المجلۃ،مکتبہ دار احیاء التراث العربی،طبع سوم،بیروت،صفحہ:65

الزرقأ،مصطفی احمد الزرقاء،المدخل الفقہی،مکتبہ دار القلم ،طبع اول،سن 1998 عیسوی،صفحہ:38/1

[13] :الکشناوی،حسن الکشناوی،ابوبکر،اسھل المدارک،مکتبہ دار الکتب العلمیہ،بیروت،طبع اول،صفحہ:54/2

الدردیر،الشرح الصغیر،صفحہ:2/2

[14] :شیرازی،ابو اسحاق ،ابراہیم بن علی الشیرازی،المھذب،مکتبہ دار الکتب العلمیہ ،بیروت،سن 1995عیسوی،صفحہ:3/2

المرداوی،علی بن سلیمان المرداوی،الانصاف،مکتبہ دار احیاء التراث العربی،بیروت،صفحہ:260/4

[15] :مجلہ الاحکام العدلیۃ،مکتبہ دار ابن حزم،صفحہ:103,104

[16] :الخرشی،محمد بن عبد اللہ الخرشی،شرح الخرشی علی خلیل،مکتبہ دار الکتب العلمیہ،بیروت،سن 1997 عیسوی،صفحہ:39/6

الدردیر،احمد الدردیر،الشرح الصغیر، صفحہ:334/2

النووی،ابو زکریا،یحی بن شرف الدین النووی،المجموع،مکتبۃ السلفیۃ،صفحہ:149/9

البجیرمی،سلیمان بن عمر بن محمد البجیرمی،حاشیة البجیرمی،مکتبه دار الکتب العلمیة،بیروت،سن 1996عیسوی،صفحه:166/2

[17] الکاسانی،ابو بکر بن مسعود ،بدائع الصنائع،مکتبه دار الکتاب العربی،بیروت،سن طبع 1982عیسوی،صفحه:319/4

[18]:ایضا/الشیرازی،ابراہیم بن علی بن یوسف،المهذب،مکتبه دار الفکر ،بیروت،صفحه: 3/2 /ابن قدامه،عبد الله بن احمدبن محمد بن قدامة المقدسی،المغنی،مکتبه دار هجرة للطباعة والنشروالتوزیع،بیروت،صفحه:397/3

[19] :الجوهری،الصحاح،مادةوجب،صفحه:229/1

[20] :ابن عرفة،دسوقی،محمد بن احمد بن عرفة،حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر،مکتبه دار الفکر،بیروت،صفحه:3/3

الشربینی،الخطیب، محمد بن احمد الشربیني بن شمس الدین ، الاقناع فی حل الفاظ ابي شجاع ،دار الفکر ،بیروت،صفحه:69/2

ابن مفلح، أبو إسحاق، إبراهيم بن محمد بن عبد الله بن محمد ، المبدع في شرح المقنع، المکتب الاسلامی للطباعة والنشر،بیروت،صفحه:4/4

[21]ابن عابدین،ردالمحتار،صفحه:17/7

[22] :الفیومی، الشهاب ، أحمد بن محمد بن علي ، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر ،مکتبه دارالکتب العلمیه،بیروت،مادة،قبل،صفحه:334

[23] :العدوی،علی بن احمد بن مکرم، حاشیة العدوی علی کفایة الطالبة ،مکتبه دار الفکر،بیروت،صفحه:180/2،/

الشربینی،خطیب،شمس الدین،محمد بن أحمد ، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ،مکتبه دار احیاء التراث العربی،بیروت،صفحه: 324/2،/ابن مفلح،المبدع،4/4

[24] :غنیمی، عبد الغني الدمشقي المیداني الحنفي،اللباب فی شرح الکتاب،مکتبه دار الکتاب العربی،بیروت،صفحه:3/2،/ ابن الهمام، کمال الدین، محمد بن عبد الواحد السیواسي، شرح فتح القدیر علی الهدایة شرح بدایة المبتدي ،مکتبه دار الفکر ،طبع دوم،صفحه:249/6

[25] :ملخص:ابو زهرة،الملکیة ونظریة العقد،صفحه:202،/ الموصلی،الاختیار،صفحه:2/4،/ علیش،منح الجلیل، صفحه :435/4

[26] :ابن همام ،فتح القدیر،صفحه:252/6،/البهوتی،کشاف القناع عن متن الاقناع،صفحه:146/3

[27] :النووی،المجموع،صفحه:200/9،/ابن همام ،فتح القدیر،صفحه:252/6،/البهوتی،کشاف القناع عن متن الاقناع،صفحه:146/3

[28] :ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختار،صفحه:20/4

[29] :النووی،المجموع،صفحه: 353/9،/ابن همام ،فتح القدیر،صفحه:256/6

[30] :معاہدہ بیع کرنے والے کو بائع اور خریدنے والے کو مشتری اور دونوں ملکر عاقدین بنتے ہیں اوریہ عقد کا دوسرا رکن ہے۔

[31] :ابن قدا مۃ، المغنی،صفحہ:395/5،/الکاسانی،البحرالرائق،287/5

[32] ابن نجیم،البحر الرائق،صفحہ:278/5،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختار،صفحہ:404/4،/الدرید ،الشرح الصغیر علی اقرب المسالک،صفحہ:17/3،/ابن قدامہ،المغنی،صفحہ:347/6،/ ابن مفلح،المبدع،صفحہ:8/4

[33] :الحصنی،ابوبکر،محمد حسینی،کفایۃ الاخیار،مکتبۃ دار الکتب العلمیہ،بیروت،طبع اول،سن طبع ندارد،1998عیسوی،صفحہ:،/327ابن قدامہ،المغنی،صفحہ:395/5،/الکاسانی،البحرالرائق،287/5

[34] النووی ،المجموع،صفحہ:23/7،/ابن قدامہ،المغنی،صفحہ:38/2

[35] : ابن نجیم،البحر الرائق،صفحہ:89/8،/زیلعی،تبیین الحقائق،صفحہ:191/5

[36]السرخسی،کتاب المبسوط،صفحہ:22/25،/ابن قدامہ،المغنی،صفحہ:347/6،/ النووی،المجموع ، صفحہ :166/9

[37] :الکاسانی،بدائع الصنائع،صفحہ:321/4،/امیربادشاہ،بخاری، محمد أمین بن محمود ا، تیسیر التحریر ،دار الفکر ،بیروت،صفحہ:256/2،/ابن مفلح، شمس الدین، أبو عبد الله، محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج المقدسی،کتاب الفروع،مکتبہ عالم الکتاب،بیروت،صفحہ:5/4

[38] الشربینی،مغنی المحتاج،صفحہ:332/2،/النووی، أبو زکریا ،محیي الدین, یحیی بن شرف, المجموع شرح المهذب ،مکتبہ دار الفکر بیروت،صفحہ:155/9

[39] ابن عابدین،رد المحتار،18/7

[40] :سورۃ النسأ:۲۹

[41] :ابوداؤد،سنن ابی داود،کتاب الاجارۃ/باب ما فی خیار المتبایعین،حدیث نمبر:3458،/ترمذی،سنن الترمذی،کتاب البیوع/باب ما جاء فی البیعان بالخیار،حدیث نمبر:1266

[42] :عظیم آبادی،ابوالطیب،محمد شمس الحق ،عون المعبودعلی سنن ابی داود،مکتبہ دار الکتب العلمیہ،بیروت، طبع اول،صفحہ:236/9

[43] :الکاسانی،بدائع الصنائع،صفحہ:193/6 ،/امیربادشاہ،تیسیرالتحریر،صفحہ:309/2

[44] امام شہید،غرناطی،مالکی،کلبی،مالکی،محمد بن احمدبن جزی،القوانین الفقہیہ فی تلخیص مذہب المالکیۃ والتنبیہ علی مذہب الشافعیۃ والحنبلیۃ والحنفیۃ،مکتبہ الدار العربیۃ للکتاب،صفحہ:236،/النووی، زکریا ،محیي الدین, یحیی بن شرف,منہاج الطالبین وعمدۃ المفتین،مکتبہ دار البشائر الاسلامیۃ،طبع اول،سن 2000عیسوی،صفحہ:612
ابن مفلح،المبدع،صفحہ:8/4

[45] ملخص بتصرف:الزرقاء، شیخ مصطفی احمدالمدخل الفقہی (الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید) ،مکتبہ دار القلم، دمشق ، سن 1998عیسوی بمطابق 1418ھ،صفحہ:78/3